خیر خواھی، ایک مسلمان کا دوسرے پر حق

زکوٰۃ پوری ادا کرنا اور وہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے جو لوگ مستحق ہوں ان تک پہنچانا ان کا حق ہے، ان پر کوئی احسان نہیں

ارشادِ ربانی ہے:

''مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

پوری دنیا کے انسان بحیثیت انسان آپس میں رشتہ اخوت میں منسلک ہیں۔اس کے بعد یہ انسانی برادری پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ایک اللہ کے ماننے والے اور دوسرے اس سے کفر کرنے والے۔جس طرح اہلِ ایمان ایک امت اور ملت ہیں، اسی طرح کفار اور مشرکین بھی ایک ملت ہیں۔جو لوگ کلمہ گو ہیں وہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں، ان کا جغرافیہ اور تاریخ مختلف ہو، وہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں لیکن کلمہ گو ہونے کی وجہ سے وہ سب ایک ملت، ایک گروہ اور ایک برادری بن جاتے ہیں۔نبی ﷺ نے مہاجرینِ مکہ اور اہلِ مدینہ کے درمیان جو اسلامی اخوت قائم فرمائی تھی، اس کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ نے ایک دوسرے کیلئے جس جذبہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا، اس کی کوئی مثال پوری تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی حتیٰ کہ ایک انصار نے مہاجر بھائی کو پیش کش کی کہ اس کی 2 بیویاں ہیں، ایک کو طلاق دے گا ، وہ اس سے شادی کر لے۔اس طرح بعض نے اپنے سامان میں مہاجر بھائی کو شریک ہونے کی پیش کش کی لیکن مہاجرین نے بھی اس قدر خودداری کا ثبوت دیا کہ اپنے انصار بھائیوں سے کہا مجھے بازار کا راستہ دکھا دیجئے، میں اپنے لئے محنت کر کے روزی کماؤں گا، آپ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں بنوں گا۔یہ تھے اسلامی طرزِ معاشرت کے بے مثال نمونے۔نبی ﷺ نے اسلامی اخوت کی بنیاد پر انسانیت کا جو گلدستہ تیار کیا، اس میں عربی و عجمی، کالے اور گورے یوں شیر و شکر ہو گئے کہ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز۔

جب اہلِ ایمان کو بھائی بھائی قرار دیا گیا تو اس اخوت کو پروان چڑھانے اور مستحکم رکھنے کیلئے نبی ﷺ کی اس ہدایت کو پلے سے باندھ لیا جائے تو بہت سارے فتنوں سے نجات مل سکتی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

اس حکیمانہ ہدایت پر عمل پیرا ہونے کیلئے سورہ الحجرات میں بڑی اہم ہدایت دی گئی ہیں۔انسان کے وہ منفی عمل اور رویے جن کی وجہ سے دل ٹوٹتے اور رنجشیں جنم لیتی ہیں۔مثلاً غیبت، تجسس، بدگمانی، تمسخر اور استہزا وغیرہ، ان برائیوں سے منع کیا گیا ہے۔یہ سب ایسے گناہ کے کام ہیں جن سے انسان کی نیکیاں بھی برباد ہو جاتی ہیں اور معاشرے اور خاندانوں میں بھی دشمنیاں جنم لیتی ہیں اس لئے ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی چغلی اور غیبت نہ کرے، اسے دھوکہ نہ دے، اس کے ساتھ جھوٹ نہ بولے، کسی قسم کی بددیانتی اور بدعہدی نہ کرے، نہ کسی کو طعنہ دے۔ظاہر ہے ہم میں سے کوئی بھی اپنے لئے اس میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرے گا تو پھر وہ کسی دوسرے کے ساتھ وہ معاملہ کیوں کرے جس کو وہ اپنی ذات کیلئے پسند نہیں کرتا۔مسلم کی روایت ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر 6 حقوق ہیں:

- سلام کرے تو اس کا جواب دے۔

o دعوت دے تو اس کو قبول کرے۔

o مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرے۔

o چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

o بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

o مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا احتساب کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو اپنے ہی ایمان وضمیر کی کھلی کچہری میں پیش کر کے اپنے ضمیر سے بے لاگ فیصلہ طلب کرنا چاہیے کہ میں نے اپنے گھر اور خاندان میں یا پڑوسیوں اور رشتہ داروں میں یا دوست احباب اور ملنے جلنے والوں میں اپنے ہاتھ یا زبان سے کسی کی دل آزاری تو نہیں کی اور اگر کی ہے تو معذرت کرنے میں بالکل تاخیر نہ کریں۔ اگر نہیں کی تو اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ ترمذی کی روایت ہے:

''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت اور مال وجان حرام ہے۔''

مسند احمد کی روایت ہے:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، اس کی تذلیل نہیں کرتا اور ایک آدمی کیلئے یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔''

آج اگر ہم اپنے معاشرے کے حالات دیکھیں تو یہ معاشرہ مسلمانوں کا معاشرہ لگتا ہی نہیں۔ ہم ان اخلاقی تعلیمات سے کوسوں دور جاچکے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی پگڑی اچھالتے ہیں، الزام تراشیاں کرتے ہیں اور دوسرے کی بے عزتی کرنا ہمارا وتیرہ بن چکا ہے۔ ظلم اور زیادتی کا عام چلن ہے آخر ہم کیسے مسلمان ہیں؟۔ ایمان والو! اے مسلمان بہن بھائیو! میدانِ حشر میں پہنچنے سے قبل اپنا احتساب کرو اور اپنے رویوں کی اصلاح اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں کرو۔ بخاری اور مسند احمد کی روایت ہے:

''مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تاکیدی حکم دیا تھا:

''خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

لیکن ہم 14 صدیاں گزرنے کے بعد بھی خبردار نہیں ہوئے اور مظالم سے باز نہیں آئے۔ پورے پاکستان میں قتل وغارتگری اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ بے دردی اور بے رحمی سے خونِ مسلم سے ہولی کھیلی جارہی ہے جبکہ کسی جان کو ناحق قتل کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اور اسے دائمی جہنم اور دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ دوسروں کے مال کی حفاظت مسلمان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ۔''

جھوٹ اور بد دیانتی کے ذریعے، ظلم اور زیادتی کے ذریعے، چوری اور رشوت کے ذریعے، ذخیرہ اندوزی اور دوسرے ناجائز طریقوں سے جب ہم مال کماتے ہیں تو لازماً دوسرے مسلمانوں اور انسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جو سخت حرام ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والا مال بھی ہمارے لئے بالکل حرام ہوتا ہے۔ آج ہماری بدبختی کے یہی اسباب ہیں کہ مال و دولت کی حرص، عہدے اور منصب کی لالچ اور خواہشاتِ نفس نے ہمیں اندھا کر دیا ہے۔ اب ساون کے اندھے کی طرح ہمیں جس طرف ہریالی نظر آتی ہے، ہم حرام وحلال کی تمیز کئے بغیر اسی طرف دوڑتے ہیں۔

بخاری کی روایت ہے:

''جس نے کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کیلئے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔''

آج ہماری عدالتوں میں پیشہ ور جھوٹے گواہ پیش کئے جاتے ہیں جو دنیا کے مال کی خاطر جہنم کی آگ کے خریدار ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے:

''جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیا اس پر اللہ جنت حرام اور جہنم واجب کر دے گا۔''

آپ ﷺ سے سوال کیا گیا:

''اگرچہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟''

آپ ﷺ نے جوب دیا:

''اگرچہ وہ ایک مسواک کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔''

کسی انسان کے معمولی مال پر قبضہ کرنے والے کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے تو جو لوگ لاکھوں اور کروڑوں ناجائز ذرائع سے کما رہے ہیں کیا ان کا اس بات پر ایمان ہے کہ آخرت ہوگی، جنت اور جہنم برحق ہیں؟۔ حقوق العباد میں محنت کشوں اور معاشرے کے کمزور افراد، نوکروں اور لونڈی غلاموں کے حقوق کو بہت ہی اہمیت دی گئی ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''لونڈیاں اور غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے تصرف میں دے رکھا ہے، ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، ان کو لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو، ان پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو وہ نہ کر سکیں اور اگر ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ ہو تو تم ان کی مدد کرو۔''

اسلام سے قبل غلاموں اور لونڈیوں کے کوئی حقوق نہیں تھے۔ ان کو مارا پیٹا جاتا تھا اور ان کی طاقت سے بہت زیادہ کام ان سے لیا جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس پسے ہوئے طبقے پر ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کیا اور ان کو معاشرے میں باوقار مقام عطا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمرؓ ایک حبشی غلام کو سیدنا بلال (ہمارا سردار بلال) کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 3 آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا، ایک جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا پھر اس کی خلاف ورزی کی، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو اغوا کیا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اس سے کام پورا لیا لیکن اس کو اجرت پوری ادا نہ کی۔''

آج ہمارا حال کیا ہے؟ نہ تو وعدے کو کوئی اہمیت دیتے ہیں اور نہ ہی کسی نوکر مزدور کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ جب اس کی مزدوری دینے کا وقت ہو تو مختلف حیلوں بہانوں سے اس کے کام میں نقص نکالتے ہیں اور پھر اس کو لٹکائے رکھتے ہیں، بیچارا چکر کاٹتا رہتا ہے۔ کتنے ہی لوگوں کو میں نے اپنے حقوق کی دہائی دیتے سنا ہے، مزدور اور کاریگر جو اجرت طے کر کے کام شروع کرتے ہیں، اکثر لوگ ان کا حق مار دیتے ہیں۔ اغوا کر کے آزاد انسانوں کی خرید و فروخت اور پھر ان سے لاکھوں اور کروڑوں لے کر ان کو چھوڑنا۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟۔ ہمارے حکمرانوں نے بھی بڑے پیمانے پر ڈالروں کے عوض اپنے ملک کے باشندوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کیا ہے اور ایک سابقہ حکمران نے تو اپنی ہی تحریر کردہ کتاب میں دھڑلے سے یہ بات لکھی ہے کہ میں نے امریکہ کو مطلوب لوگوں کے بدلے میں ڈالر کمائے ہیں۔

ابن ماجہ کی رویت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''اپنے غلاموں اور خادموں پر اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

ہمارے ملک میں کتنے وڈیرے اور جاگیردار ایسے ہیں جنھوں نے کئی کئی خاندانوں کو پشت در پشت اپنا غلام بنا رکھا ہے جو جانوروں سے بھی بدترین زندگی گزار رہے ہیں۔ تعلیم کے حصول سے ان کو بالکل محروم رکھا جاتا ہے۔ وہ نسل در نسل ظلم کی چکی میں پستے آرہے ہیں۔ کسی حکومت کو بھی آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ ان ظالموں کے خلاف کوئی اقدام کرے۔ جو لوگ کارخانوں فیکٹریوں اور ملوں کے مالک ہیں، وہ ملکی قوانین کی مکمل خلاف ورزی کرتے ہوئے مزدوروں سے 10 اور 12 گھنٹے کام لیتے ہیں جبکہ ان کو اجرت اتنی دیتے ہیں جس سے ان کے اہل و عیال کی دو وقت کی روٹی بمشکل پوری ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ حضرات اپنے ورکروں کو اتنا کم معاوضہ دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ان کے اگریمنٹ اتنے ہی ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ جن محنت کشوں کی کمائی سے وہ بنگلے، کاریں اور جائدادیں بنا رہے ہیں، ان کو کولہو کے بیل کی طرح صرف چارہ ڈال دینا، کیا یہ ظلم، ناانصافی اور مزدور کی حق تلفی نہیں؟ جہاں تک اگریمنٹ کا تعلق ہے وہ اس ملک میں ہوں یا اپنے ملک میں یا کسی بھی ملک میں، لوگوں کی مجبوریاں ہیں اور کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا کہاں کا انصاف ہے؟۔ بات حقوق العباد کی ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ معاشرے کے نادار اور بے سہارا افراد کا سہارا بنیں۔ بیواؤں، یتیموں محتاجوں اور ضرورت مند افراد کی کفالت کریں۔ ''اور ان مالداروں کے مال میں سائل اور محروم کا متعین حق ہے'' زکوٰۃ پوری ادا کرنا اور وہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں جو لوگ مستحق ہوں ان تک پہنچانا ان کا حق ہے، ان پر ہرگز کوئی احسان نہیں۔ پھر اجتماعی معاملات میں دینی اداروں، خیر کے کام کرنے والی دینی تنظیموں کو جو قابلِ اعتماد ہوں ان کے ساتھ مالی تعاون کرنا مال داروں پر ان کا حق ہے۔ کسی بیوہ اور یتیم کیلئے بھاگ دوڑ کرنے والے کو نبی ﷺ نے دن کو روزہ رکھنے اور

رات کو قیام کرنے والے کے برابر قرار دیا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جو اپنے کسی ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا۔''

اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوکروں اور خادموں سے حسنِ سلوک کی بھی تاکید کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ 8،9 سال کے بچے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا آغاز کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہیں کیا۔ سبحان اللہ یہ ہے اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمارا حال کیا ہے؟۔ مالک یا مدیر کے سامنے نوکر یا خادم کسی غرض سے آتا ہے تو اس کے ساتھ ایسے بارعب انداز میں بات کی جاتی ہے کہ بیچارے کا پسینہ ہی نہیں خون بھی خشک ہو جاتا ہے۔ بات کرتے ہوئے اور کوئی حکم صادر کرتے ہوئے ایسی دھونس جمائی جاتی ہے کہ وہ کانپنے لگتا ہے۔ کیا ان بے بسوں کا یہ حق نہیں کہ پیار اور محبت سے انہیں بلایا جائے؟ مالک اور نوکر کے درمیان ایسے خوشگوار دوستانہ تعلقات ہوں کہ وہ وہ خدمت کر کے خوش ہو اور مالک خدمت لے کر خوش ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے تو ہمیں اسی رویے کی ہدایت ملتی ہے۔